



اب آپ پر قسم کے ناول ہماری
ویب سائٹ سے مفت حاصل کر
سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز رابٹرز کے لئے آفر بھی دیتی ہے۔
اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ آپ کے ناولز کے
پبلیکیشن کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے پر آپ کو کیش پرائز بھی
دیں گے

ارہی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنا اکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیے۔
0318-9992829
PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM



بعض اوقات شہرت پانے کے لیے انسان کو بڑی عجیب و غریب حرکتیں کرنا پڑتی ہیں... ان کی سمجھ میں بھی کوئی طریقہ نہیں آ رہا تھا جبکہ اشتہار بازی ان کی ضرورت تھی ورنہ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنا ان کے لیے دشوار ہو جاتا پھر اچانک ایک غلطی نے ان زندگی کو درست سمت میں ڈال دیا...

ٹھوکروں میں پلنے والی دو بہنوں کی بے چارگی اور کاوشوں کا احوال

اشتہار بازی

عیون بھناری

اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ اس کا سر بیڈ پر تھا اور ٹانگیں اس نے دیوار کے ساتھ اس طرح لگا رکھی تھیں کہ پاؤں چھت کی طرف ہورہے تھے۔

”نئی بات یہ ہے کہ یہ سنز جوزفین کی شادی کی سالگرہ کا ایک ہے اور اس نے اپنے قریبی لوگوں کو مدعو کیا۔“ بہت شاندار ایک بنا ہے۔“ جولی نے ایک کوغور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ کون سی نئی بات ہے۔ تم تو ہمیشہ ہی شاندار ایک بناتی ہو۔“ ملی نے دھڑکے سے اس کو کہا۔ وہ مختصر سے کمرے کے ایک سائڈ پر رکھے ہوئے چھوٹے سے بیڈ پر



ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سب لوگ اس حیران کن ڈاکے کو یاد رکھتے ہوئے آئندہ تشکر کے لیے مجھ سے رابطہ کریں گے۔" جولی نے اس کی جانب مڑ کر کہا اور اس کے عجیب انداز کو گھور کر دیکھنے لگی۔ لی نے جلدی سے دیوار سے ٹانگیں ہٹائیں اور سیدھی بیٹھ گئی۔

"کیا کہا تم نے؟" مہز جوزفین کے قریبی لوگ؟ اس سڑیل عورت کے قریب کوئی لگتا ہے اس پر مجھے حیرت ہے اور تم بڑے بڑے خواب مت دیکھنا شروع کر دو۔ جوزفین کے دوست زیادہ سے زیادہ دو یا تین ہوں گے اور یہی بات یہ کہ وہ شاید ایک کے ڈاکے پر غور ہی نہ کریں اور اگر کبھی لیا اور دو تین ایک تم سے بنا بھی لیے تو تم تنہی دولت کمال کی؟" لی اسے سمجھاتے ہوئے شرارت سے مسکراتی تھی۔

"تم بولتی رہو، مجھے پروا نہیں۔" لی نے ہاتھ نام کی کوئی چیز تم میں سے ہی نہیں۔" جولی کو ہلکا سا غصہ آ گیا۔

"اوکے۔۔۔ اوکے۔۔۔ میں اپنا منہ بند کرتی ہوں۔ ذرا بتاؤ تو کچھ کب کرنا ہے؟ بہت بھوک لگی ہے۔" لی صاف صاف والے انداز میں بولی۔ جولی نے کوئی جواب دیے بغیر سینڈویچ کی پلیٹ لاکر اس کے سامنے رکھی اور خود ایک سینڈویچ اٹھا کر اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے باہر جھانکتے ہوئے کھانے لگی۔ "خیر فراک اور سنہری بالوں کی پونی کے ساتھ وہ ایک گڑبادی دکھائی دے رہی تھی۔ تم عمری میں ہی اسے حالات کے پیچھے بے برداشت کرنا پڑے تھے۔

لی اور جولی بہت چھوٹی تھیں کہ ان کی ماں نے طلاق لے لی۔ کچھ ہی عرصے بعد سوتیلی ماں ان کے سر پر مسلط ہو گئی۔ انتہائی بدو مانع اور ظالم عورت تھی۔ جولی اور لی کے ساتھ بہت برابر تار کرتی۔ باپ کو بالکل احساس نہ تھا کہ اس کی بیٹیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ سوتیلی ماں کا ظلم اور باپ کی بے پروائی نے جولی کو تنہا بنا دیا۔ وہ اکثر سوچتی کہ کاش، اس کو کوئی چاہل جائے اور اتنی رقم ملے کہ جس سے وہ اپنا اور اپنی چھوٹی بہن کا خرچہ اٹھا سکے تو وہ فوراً گھر چھوڑ دے۔ سوتیلی ماں بھی انہیں گھر سے نکالنا چاہتی تھی۔ وہ بھی بہانے ڈھونڈتی تھی کہ کسی طرح ان سے جان چھوٹ جائے۔ جولی نے داہنی سی قلعیم حاصل کی تھی مگر وہ پڑھ نہ پاتی۔ لی اسکول جاتی تھی۔ دونوں کم عمری تھیں کہ وہ رات آگئی جب انہیں اپنا گھر چھوڑنا پڑا۔ لی کے ہاتھ سے اچانک وہ مکمل دان چھوٹ گیا جو چند دن قبل ان کی سوتیلی ماں اپنے بندہ کے لیے لائی تھی۔ لی کسی کام سے اس کمرے میں تھی تو مکمل دان کو اٹھا کر دیکھنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے

اس کی نظر کھڑکی میں سے نظر آنے والے دونوں پر پڑی اور آپس میں قسم کھاتا ہوا رہے۔ انہیں دیکھتے ہوئے وہ کھڑکی کی طرف بڑھی اور اپنی طرف سے مکمل دان اس کی جگہ پر رکھا لیکن ایسا نہ ہوسکا اور فرش پر گرے ہی اس کے نکلے ہوئے۔ سوتیلی ماں کو تو آگ لگ گئی۔

"جانتی ہو اس کی قیمت کیا ہے؟ بدترین لڑکی! انتہائی نقصان کر دیا۔" کہتے ہوئے اس نے لی پر چھڑوں کی بارش کر دی۔ جولی بچانے آئی تو اس نے اسے بھی مارا۔ جولی کو شدید غصہ آیا۔ غصے میں اس نے سوتیلی ماں کو زوردار دھکا مارا جس کے نتیجے میں اس کا سر پاس پڑی میز کے کونے میں لگا اور ساتھ ہی خون نکلنے لگا۔ دونوں بڑی طرح کھرا گئیں۔ "مجھے لگتا ہے یہ میری جگہ ہے، بل نہیں رہی۔" لی نے کانپتی آواز میں کہا۔

"لی! ڈیڈ کے آنے سے پہلے گھر چھوڑ دیجئے ہیں ورنہ وہ ہم دونوں کو بہت ماریں گے اور پولیس کے حوالے بھی کر دیں گے۔" جولی نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ چلو، ایک بیگ میں ضروری سامان رکھ لو، جلدی جلدی۔" لی نے کہا۔ جولی تو فوری خالی ہاتھ بھاگنا چاہتی تھی لیکن لی نے اسے سامان لینے کا کہا۔ "اور جب تک ڈیڈ آئے تو؟" جولی گھبراہٹ سے نکل

"ہم دروازہ نہیں کھولیں گے اور کھڑکی سے نکل جائیں گے۔ جاؤ، جلدی کچھ کپڑے رکھ لو۔" لی نے اسے دھکا دیتے ہوئے کہا۔ جولی نے کانپتے ہاتھوں، ہارز سے وجود کے ساتھ ایک چھوٹے سے بیگ میں کپڑے ڈالے۔

"آؤ لی۔ کہاں ہو؟" اس نے آواز دی۔ لی سوتیلی ماں کے بیڈروم سے نکلی۔ اس کے ہاتھ میں بھی چھوٹا سا بیگ تھا۔

"یہ کیا؟ تم اس کمرے سے کیا لائی ہو؟" جولی دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور قدم لڑکھارے تھے۔ اس کے برعکس بے فکر اور بے پروا لی کی کانپتی سوتیلی ماں تھی۔

"آؤ جلدی، یہاں سے بھاگیں۔" لی نے جواب دے بغیر اس کا بازو پکڑ کر آگے کو کھینچا۔ وہ تیز قدموں سے چلتے ہوئے کمرے کا دروازہ کھلی۔

"کہاں جا رہی؟" لی نے پتھر پر پڑے ہوئے جولی نے نہ جانے کس سے پوچھا۔ لی بھی پاس بیٹھ گئی۔ دونوں ہانپ رہی تھیں۔ کچھ دیر سانس لینے اور پانی پینے کے بعد دونوں

نے اپنا اپنا بیگ اٹھا اور نامعلوم سمت میں چلنے لگیں۔ "کیا خیال ہے، لی کو کال کریں؟" لی نے اچانک کہا۔ اس نے اپنی سگی ماں جو دوسرے شہر میں رہتی تھی، کے بارے میں پوچھا۔ "کوئی فائدہ نہیں ہوگا کال کرنے کا۔ وہ ہمیں پسند نہیں کرتیں اسی لیے تو ڈیڈ کی کے پاس چھوڑ گئی تھیں۔" جولی نے مایوسی سے کہا۔

"لیکن اس بچہ ڈیڈ پر جب انہوں نے تم سے بات کی تھی تو ان کا رویہ کافی اچھا تھا۔" لی کا لہجہ امید بھرا تھا۔ "ٹھیک ہے، میں فون کرتی ہوں۔" مجھے خبر تو یاد ہے لیکن موبائل کہاں سے لیں؟" جولی نے بے چارگی سے کہا۔ مت ساجت سے انہیں ایک بوڑھے دکاندار نے اپنا سلی فون دے دیا۔ انہوں نے اسے بتایا کہ وہ اپنے گھرفون کر کے اپنے باپ کو بلانا چاہتی ہیں کیونکہ ان کی گاڑی خراب ہو گئی ہے۔ دکاندار نے انہیں مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"باپ نے گاڑی دی اور لباس بھی اچھا ہے لیکن سلی فون یا پیسے نہیں دیے؟" اس نے جیسے سچے میں دونوں لڑکیوں سے سوال کیا۔

"سلی فون اور رقم جس پرس میں تھے، وہ کہیں گر گیا ہے۔" جولی نے بہانہ گھڑا۔ شاپ والے کو یقین تو نہیں آیا لیکن اس نے اپنا سلی فون جولی کو تھما دیا۔

"ہیلو می! ہم مشکل میں ہیں اور آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ ہمارے پاس کرائے کے مہینے نہیں اور۔۔۔" کال ختم ہو گئی جولی نے بے تابی سے ماں کو پکارتے ہوئے کہا شروع کیا۔ اس کی ماں نے بات کاٹ دی۔

"کیا تمہارے باپ نے تمہیں گھر سے نکال دیا ہے؟" اس نے رکھائی سے پوچھا۔ "نہیں، نہیں، کچھ اور پرالیم ہے۔ فون پر نہیں بتائی جاسکتی۔ بس یوں سمجھ لیں کہ ہماری زندگی خطرے میں ہے۔" جولی کی آواز بھرا گئی۔

"تو ٹھیک ہے پھر آج کسی طرح۔ میں جہیں اپنے پاس رکھنے کو تیار ہوں۔" عام سے انداز میں کہہ کر ماں نے فون بند کر دیا۔

جولی نے لی کی طرف دیکھا۔ لی چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔ "اب کیا کریں؟" جولی نے لی سے یوں سوال کیا جیسے وہ بے پروا علم کر رہی تھی۔

"ہمیں لی کے پاس ہی جانا ہوگا ورنہ ہم پکڑے جائیں گے۔" جولی نے اسے سمجھا بھجا دیا ہے لیکن اس

جاگس کے اس لیے فوراً اس شہر سے نکلیں۔" لی نے کہا اور پھر کچھ رک کر جولی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "میرے پاس تھوڑے سے پیسے ہیں۔ لی کے کمرے سے اٹھا لیے تھے۔" یہ کہہ کر اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور کچھ نوٹ جولی کو تھما دیے۔ جولی کو حیران کن خوشی ہوئی۔

"رکھو، میں آئی۔" کہہ کر جولی ایک شاپ کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ کچھ کھانے کا سامان لے کر آئی۔ اب انہوں نے گیس میں بیٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ گیس میں بیٹھ کر دونوں نے کھانا کھایا اور شہر سے نکلنے نکلنے کسی حد تک پرسکون ہو گئیں۔ چند گھنٹوں بعد وہ اپنی ماں کے پاس گئیں۔ دونوں بیڈ پر بیٹھی ہوئی کمرے کو دیکھ رہی تھیں جو انہیں اپنی ماں کے روپنے کی وجہ سے بہت پرانا لگ رہا تھا۔ ماں نے انہیں آتے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کا نیا شو شاید ان کا یہاں رہنا پسند نہ کرے اس لیے وہ چند دن ہی یہاں رک سکتی ہیں۔

"تم اپنے باپ کی بیوی پر قاتلانہ حملہ کر کے آئی ہو؟" ماں کی جھنجھکی سی آواز سن کر دونوں بیٹیں بڑبڑا کر کھڑکی ہو گئیں۔ لی نے تو فوراً زورنا شروع کر دیا۔

"قاتلانہ حملہ؟" نہیں می! وہ تو۔۔۔ وہ تو سب اچانک ہو گیا۔ میں آپ کو بتانے ہی والی۔۔۔" جولی نے ایک ایک کر بولنا شروع کیا تو ماں نے بات کاٹ دی۔

"تمہارے باپ کا فون آیا تھا ہسپتال سے۔ اس نے کہا کہ تم نے اس کی بیوی کو تشدد کا نشانہ بنایا اور اس کا سر میز سے ٹکرا کر جان سے مارنے کی کوشش کی۔ اسے پتا تھا کہ تم دونوں یقیناً میرے پاس آئی ہو گی اس لیے وہ مجھ پر چلا رہا تھا۔ کچھ بتاؤ کیا کر کے آئی ہو؟" ماں بہت غصے میں تھی کہ لی اور جولی اسے بھی کسی کیس میں نہ پھنسا دیں۔

"کیا وہ زندہ ہے یا۔۔۔؟" لی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ "ہاں۔۔۔ کسمی بیگم ہی ہے لیکن تم بتاؤ، تم دونوں نے کیا کیا ہے؟" وہ زور سے بولی۔

جواباً جولی نے ساری تفصیل بتائی۔ اسی دوران ان کے باپ کا پھر فون آ گیا۔ وہ آگ بگولا ہو رہا تھا۔ ماں فون سنتے سنتے باہر چلی گئی۔ لی اور جولی دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے خوفزدہ بیٹھی تھیں۔ سگی ماں کے پاس آکر بھی ان کا خوف ختم نہ ہوسکا تھا حالانکہ وہ بے جان چلی گئیں کہ وہ فون کر کے نہیں آئیں۔

"تمہارا باپ بہت غصے میں تھا۔ وہ تم پر ہم کی چوری بھی ڈال رہا تھا۔ میں نے اسے سمجھا بھجا دیا ہے لیکن اس

کڑی پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے اسے رکھنے کا کہا۔ جولی بھی اسے منع کر رہی تھی۔

”اور واقعی، آپ کچھ کریں گی؟“ ملی کا لہجہ طنزیہ تھا۔
”ہاں..... ہاں، میں تمہیں پریشانی سے نکالنے کے لیے کوئی مناسب قدم اٹھاتی ہوں۔ تم کوئی توڑ پھوڑ نہ کرو۔“

”تو ٹھیک ہے پھر میں، اپنی دوست سے کہیں کہ جب تک ہم اپنا آسانی سے بندوبست نہ کر لیں، ہمیں قلیٹ میں رہنے دے۔ دوسرا ہمیں کچھ رقم دیں جس سے ہم اپنی زندگی شروع کر سکیں۔“

ماں نے فوراً نمبر ملایا اور چند منٹ میں دوست کو اپنی بھوریاں بتا کر راضی کر لیا۔ جولی حیرانی سے اپنی چھوٹی بہن کو دیکھ رہی تھی جو ماں کو بلیک میل کر کے اپنا مسئلہ حل کر رہی تھی۔

”تم چاہو تو آج ہی اس قلیٹ میں شفٹ ہو سکتی ہو، انتظام ہو گیا ہے لیکن رقم کے لیے سوری ادھ میرے پاس نہیں ہے۔“ ماں نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ ملی نے صاف و شفاف کھڑکی کے شیشے سے ماں کے دھندلے چہرے کو دیکھا جس پر حالات نے متا کی شفافیت چھین کر دھندلاہٹ ڈال دی تھی۔

”میں جانتی ہوں کہ وہ آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ..... وہ میرے پاس ہے۔ میں جانتی تھی کہ ایسا جواب ملے گا اس لیے میں الماری میں سے جو رقم سامنے پڑی تھی، وہ نکال چکی ہوں۔ اب رہنے بھربانی ہمیں اجازت دیں۔ ہم بیٹے ہیں۔ چلو جولی! ملی بات کرتے کرتے دروازہ کھول کر باہر آ چکی تھی۔ نہ جانے کیوں اسے یقین تھا کہ دوسرے شوہر کے سامنے مجبور اس کی ماں اس سے پیسے چھیننے کی کوشش نہیں کرے گی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد دونوں اپنے دو چھوٹے چھوٹے بیگ جو وہ باپ کا گھر چھوڑتے ہوئے ساتھ لائی تھیں، سمیت اپنے نئے ٹھکانے پر پہنچ چکی تھیں۔

☆☆☆

دونوں تو انہیں نئی جگہ پر ادھر ادھر دیکھنے، قلیٹ کی ماکن کو سمجھنے اور تھکاوٹ اتارنے میں لگے۔ تیسرے دن جب دونوں بازار سے خرید ا ہوا ناشتا کر رہی تھیں تو جولی نے ملی سے کہا۔ ”میں کوئی جاب ڈھونڈتی ہوں۔ کسی رہنمونیٹ میں برتن دھوئے یا مسافائی کا کام مل جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ تم اپنی پڑھائی جاری رکھو۔“

”کوئی چھوٹا سونا کارڈ مار کر لیں یعنی بہت چھوٹا سا اپنا کام؟“ ملی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مذاق کیوں کر رہی ہو؟ مجھے کوئی بڑا آتا ہے نہ میرے پاس کچھ پیسے ہیں۔ فضول باتیں بند کرو۔ میں ذرا باہر جا رہی ہوں۔ کسی رہنمونیٹ میں اپنی جاب کے لیے بات کرتی ہوں۔“ جولی ٹھیکید کی سے بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ”رکو جولی! میں مذاق نہیں کر رہی۔ ذرا بیٹھو، بات تو سنو۔“ ملی نے اسے تیزی سے روکا۔ جولی گہری سانس لے کر دوبارہ بیٹھ گئی۔

”ہاں بولو، جلدی۔“ جولی نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے ملی سے کوئی فضول بات کہنے کی ہی امید ہے۔ ”تم کیک بہت اچھے بنا لیتی ہو اور اس کی عبادت تو تم نکال کی کرتی ہو..... ہے؟“ ملی نے کہا۔

”تو پھر؟“ جولی نے اچھے ہوئے انداز میں کہا۔ ”تو..... یہ کہ کیوں نہ ہم کیک بنانے کا کام شروع کر دیں۔ میں تمہاری ہیلپ کروں گی۔ ارد گرد ہر گھر ڈے اور شادی کی سالگرہ اور دیگر تہواروں کے کیک لینے والے کافی لوگ ہیں۔ مجھے لگتا ہے یہ کام بہت اچھا رہے گا۔ کیا خیال ہے؟“ ملی نے بڑے چوک سے بات کرتے ہوئے سوال کیا۔ جولی کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر چپ چاپ اٹھ کر باہر جانے لگی۔ واقعی اس کی توقع کے عین مطابق فضول بات ہی تھی۔

”جولی! میرے پاس رقم ہے جس سے یہ کام شروع کیا جاسکتا ہے۔“ ملی نے اسے پکارا جب جولی دروازہ کھول رہی تھی۔ وہ رکی اور بہن کو گھومنے کے لیے پیچھے مڑی لیکن اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں جب اس نے ملی کو اس بیگ میں سے رقم نکالتے دیکھا جو وہ اپنے باپ کے گھر کو چھوڑتے ہوئے ساتھ لائی تھی۔ یہ وہ بیگ تھا جولی اپنی سوتیلی ماں کے کمرے سے لے کر نکلتی تھی اور ابھی تک جولی اس میں کوئی عام سی چیز سمجھ رہی تھی۔

”یہ..... یہ رقم تم اس روز لائی ہو نا جب.....“ وہ دروازہ بند کر کے واپس آ کر ملی کے پاس بیٹھ گئی۔

”ہاں، میں نے گھر سے بھاگنے سے پہلے اس عالم عورت کی الماری کا مسافا کر دیا تھا اور یہ چوری نہیں ہے۔ یہ ہمارے باپ کے پیسے ہیں جو وہ دبا کر بیٹھی تھی۔ چند دن پہلے ہی میں نے اچانک دیکھ لیا تھا کہ وہ پیسے کہاں چھپاتی ہے اس لیے اس روز آرام سے نکال لیے۔ مگر کی الماری والے پیسے میں نے تم کو دے دیے تھے لیکن اس رقم کے

بارے میں، میں نے سوچا تھا مناسب وقت پر بتاؤں گی۔
 کیونکہ یہ کافی زیادہ رقم ہے۔" ملی نے ساری تفصیل بتائی۔
 "اوہ! تو اسی لیے ڈیڈی ہم پر چوری ڈال رہے
 تھے۔" جولی نے رقم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ بے تحاشہ تو نہیں
 لیکن معقول رقم تھی جس سے وہ چھوٹے سے مکان پر ایک
 بنانے کا کام شروع کر سکتی تھیں۔
 "ملی! یہ رقم نے بہت اچھا کام کیا۔ ایسا کرتے ہیں
 سارے پیسے خرچ نہیں کرتے۔ کچھ رقم سنبھال لیتے ہیں اور
 ہم آج ہی سے آغاز کرتے ہیں۔ میں شام کو تھوڑا سا ٹیکہ
 بنانے کا سامان لاؤں گی اور ارد گرد روایات بھی کرتے ہیں۔
 مجھے یقین ہے بہت ترانے ملیں گے۔" جولی کے چہرے پر
 کافی اطمینان تھا۔ بڑی محنت اور جان فشانی سے پہلا ٹیکہ بنا
 کر جولی نے اپنے قیث کی مالکین کو دیا۔ دونوں بہنوں کی
 خوش قسمتی کہ اسے ٹیکہ بہت پسند آیا اور اس نے ان سے
 ٹیکہ بنانے کا کہا جو اس نے اپنے بھائی کی سائیکل پر جاتے
 ہوئے لے کر جانا تھا۔ دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔
 آہستہ آہستہ کئی لوگ ان سے ٹیکہ بنوانے لگے۔ ملی،
 جولی کی ہیلپ کرتی اور جولی نہایت خوش ذائقہ، بہترین
 خوشبو اور انوکھے ڈیزائن اور خوبصورت والے ٹیکہ بناتی۔ ملی کی
 پڑھائی شروع ہو گئی تھی۔ جب کچھ عرصہ گزرا تو جولی کو
 احساس ہوا کہ ان کا بس گزرا وہ چل رہا ہے۔ بس اتنا ہی کام
 آ رہا تھا کہ وہ آسانی سے کھانا کھا سکیں۔ اچھے کپڑے،
 جوتے، ملی کی پڑھائی کے پیسے اور آئندہ زندگی کے لیے کوئی
 بچت وغیرہ اس کے لیے کچھ نہ بچتا۔ جولی نے اور زیادہ محنت
 کرنا شروع کر دی لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔
 "کیا ہم ایسے ہی سڑک مر کر گزارہ کرتے ہوئے
 زندگی گزاریں گے؟" ایک روز اس نے ملی سے کہا۔ وہ کافی
 مایوس نظر آ رہی تھی کیونکہ نتائج ابھی تک توقع کے برعکس تھے۔
 "اب تو مجھے کتنے لگا ہے کہ میں نے تمہیں فضول
 آئیڈیاز دیا تھا۔ خواہو! اچھے خاصے پیسے خرچ کر دیا ہے اور
 محنت بھی اکارت جا رہی ہے۔ اس سے بہتر تھا کہ میں اور تم
 کسی ریسٹورنٹ وغیرہ یا کسی گھر میں پیلری کی جاب کر لیتیں۔
 کھانا اور گزرا اسے لائق پہننے کو تو مل ہی جاتا۔ اپنا "کاروبار"
 کر کے بھی تو یہی مل رہا ہے۔" ملی نے دل برداشتہ سا ہوا
 کہا۔ اس نے "کاروبار" پر زور دیتے ہوئے گویا خود اپنا
 مذاق اڑایا۔ لگ رہا تھا کہ وہ رو دے گی۔
 "ارے نہیں، نہیں۔ تمہارا آئیڈیاز ہرگز فضول نہیں
 ہے۔ بس، یہ تو ہماری قسمت ہے کہ کام زیادہ چل نہیں رہا۔"

جولی نے جلدی سے بہن کو گویا دلا سا دیا۔
 "ہماری قسمت کچھ زیادہ ہی خراب ہے۔ ماں بھڑ
 کر چلی گئی، سوئیچ ماں نے زندگی اجیرن کیے رکھی۔ حالات
 نے باپ کا گھر چھوڑنے پر مجبور کیا اور سبھی ماں سے یوں
 آنکھیں پھیر لیں جیسے ہم سے اس کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔
 تمہاری تعلیم ادھوری رہ گئی اور اب مجھے صاف نظر آ رہا ہے
 کہ مجھے بھی اپنی پڑھائی کا سلسلہ جو چند دن پہلے شروع کرنا
 تھا، ختم کرنا پڑے گا۔" ملی کا لہجہ جانا کھاتا تھا۔
 "درست کہا تم نے۔ واقعی ہماری قسمت خراب
 ہے۔ میں نے بھی سوچا تھا کہ خوب کام چل نکلے گا۔ مجھے
 دو چار ملازم رکھنا پڑیں گے۔ کم از کم اس علاقے میں ہماری
 شہرت ہوگی اور ہمارے ماں باپ ایک دن خود ہم سے رابطہ
 کر سکیں گے لیکن دیکھو، کیا ہو رہا ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔
 تمہاری تعلیم ادھوری نہیں رہے گی۔ میں کچھ نہ کچھ کر۔"
 صوفے کی ڈسٹنگ کرتے ہوئے جولی بول رہی تھی کہ ملی نے
 بات کاٹ دی۔
 "کیا کرو گی؟" ہیں۔ کیا پلان ہے تمہارے
 ذہن میں؟ یقیناً کوئی بھی نہیں تو پھر کیوں جھوٹی آس دلا رہی
 ہو؟" بظاہر کم فہم اور بے فکر نظر آنے والی ملی بڑی پریشان
 اور دنگی ہو گئی۔ جولی نے چپ چاپ معافی کھلی کی۔
 "چلو آؤ، ذرا گھوم گزرتے ہیں۔" اس نے بڑی خوش
 دلی سے بڑے عام لہجے میں ملی سے کہا جیسے کچھ دیر پہلے وہ
 دونوں بالکل اداس، دنگی نہیں تھیں۔ ملی زبردستی مسکراتے
 ہوئے اٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں پارک میں بیٹھی عام سی
 باتیں کر رہی تھیں۔
 "ملی! میں نے سوچا ہے کہ نئے سرے سے کام کا
 آغاز کیا جائے۔" باتیں کرتے کرتے جولی نے اچانک کہا۔
 "کیا مطلب؟" نئے سرے سے؟ ملی حیران
 ہوئی کہ اس کی غریب بہن کون سا نیا سا پلان لگانے والی ہے۔
 جولی مسکرائی اور بولی۔ "میں نے سوچا ہے کہ اب جو
 ٹیکہ بناؤں گی، اسے بھجوں گی کہ میرا پہلا ٹیکہ ہے۔"
 "اس سے کیا ہوگا؟" ملی اب بھی حیران تھی۔
 "ہوگا یہ کہ پرانے دنوں میں جب سے کام شروع
 کیا ہے، کی کوفت اور کچھ زیادہ حاصل نہ ہونے کا غم ہم ایک
 طرف رکھ دیں گے۔ ہمیں گمراہی تک کچھ کیا ہی نہیں
 اور آج ہی شروع کر رہے ہیں۔ نئی نئی امید ہے پہلا ٹیکہ
 بنا دیں گے اور یقین رکھیں گے کہ اب ہماری توقع کے مطابق
 نتائج ملیں گے۔ میں بس اتنا ہی "نئے سرے سے" کر

جولی کے لہجے میں امید تھی لیکن اداسی کا عنصر
 بھی شامل تھا۔ ملی کچھ نہیں بولی اور گھاس پر ہاتھ پھیرتے
 ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
 جولی نے واقعی ہی امید رکھنے لگی تھیں سے پھر سے پہلا
 ٹیکہ بنایا۔ اسے بہت اچھا لگا۔ انوکھے انداز میں
 یہ مسز جوزفین کی شادی کی سائیکل کا ٹیکہ تھا۔ جولی
 سٹاپا۔ یہ مسز جوزفین ہی اور ملی شرارت سے مسکراتے ہوئے
 پار ہمارے دیکھ رہی تھی کہ ٹیلی کی جوزفین کا حلیہ احباب
 اس کا مذاق اڑا رہی تھی کہ ٹیلی کی جوزفین کا حلیہ احباب
 زیادہ سے زیادہ دو تین لوگوں پر مشتمل ہوگا جو اگر اس سے
 ٹیکہ بنا بھی نہیں تو کون سا بہت زیادہ دولت لے جائے گی۔
 وہ واقعی خوب بے فکر ہو چکی تھی یا یا بیٹنگ کر رہی تھی۔ جولی کو
 اس بات کی بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ملی کے مذاق
 اڑانے پر براہ راست ہوئے اسے ہلکا سا ڈانٹ دیا اور کھڑکی
 سے باہر جھانکتے ہوئے سوچنے لگی کہ کیا بھی وہ اپنے معاشی
 حالات سدھار سکے گی۔
 ہاں، ہاں، ہاں
 مہز فراک اور سنہری بالوں کی پونی کے ساتھ نازک
 سی جولی ایک گڑیا لگ رہی تھی۔ اس کے حلیے اور معصوم
 چہرے کو دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے ذہن
 میں کتنی بڑی سوچیں چل رہی ہیں۔
 "ملی! نہ جانے کیوں مجھے آگے بہت اچھا ہوتا نظر
 آ رہا ہے۔" سینڈوچ ختم کر کے جولی نے ملی کی جانب
 مڑتے ہوئے کہا۔
 ملی کو یکدم اپنی بہن پر ترس آیا جو انتہائی نامساعد
 حالات میں بہت اچھے کام لکھنے کی پیشی تھی۔ مسز جوزفین کا
 ٹیکہ ان کے گھر پہنچا دیا گیا تھا۔ انتہائی شاندار اور
 خوبصورت ٹیکہ نے کچھ مہینے یا انوکھا رزلٹ نہ دیا۔ جولی
 بہت افسردہ ہو گئی۔
 "ملی! دیکھو، ہمارے ساتھ پھر برا ہوا ہے نا؟" وہ
 افسردگی سے کہہ رہی تھی۔
 "تم نے نئے سرے سے کام شروع کیا ہے۔ اداس
 کیوں ہو رہی ہو؟ ابھی تو آغاز ہے۔" ملی کا لہجہ عام ہی تھا
 لیکن جولی پر مبنی۔
 "تم شاید میرا مذاق اڑا رہی ہو۔ ٹھیک ہے، اڑاتی
 رہو، میں ہوں ہی اسی لائق۔" اس نے جھج کر کہا اور ہاتھ
 میں پکڑا گھاس پر دے مارا۔
 ملی سہم کر کھڑی ہو گئی۔ اسے لگا اب اس کی باری
 ہے۔ اب جولی کوئی چیز اس کے سر پر مار کر اپنی فرسٹریشن

لگائے گی۔ جولی نے اسے تو کچھ نہ کہا لیکن کمرے میں توڑ
 پھوڑ کرنے لگی۔ ٹھکڑے کمرے کا تھوڑا سا سامان بکھرے
 لگا۔ ملی نے اپنے اوسان بجالا دیے اور بہن کو سنبھالنے لگی۔
 چند منٹ میں وہ اسے روکنے میں کامیاب ہو گئی۔
 جولی نے فرش پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔
 ملی بالکل خاموشی سے اسے روتا دیکھ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ
 جولی کی سسکیاں سننے لگیں۔
 "سوری جولی! میں نے اپنے اور تمہارے کام کا
 مذاق اڑا کر تمہیں دنگی کر دیا۔" ملی اس سے معذرت کرنے
 لگی۔ وہ پچھتا رہی تھی کہ وہ بولی ہی کیوں نہ بولتی، نہ
 کمرے میں اور جولی کے اعصاب میں اتنی توڑ پھوڑ ہوتی۔
 "نہیں ملی! میرے اس دکھ اور غصے کے پیچھے ایک
 اور وجہ ہے، تمہارا مذاق نہیں۔" جولی نے آنکھیں صاف
 کرتے ہوئے دھڑکتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ گلابی سے سرخ
 ہو چکا تھا اور چہرے پر جھکن سی نظر آ رہی تھی۔
 "کون کیا وجہ؟ مجھے بتاؤ۔" ملی نے تیزی سے سوال کیا۔
 "آج جب تم اسکول میں تھیں، ملی کا فون آیا تھا۔ وہ
 کہہ رہی تھیں کہ اگر ہم یہاں ٹھیک نہیں رہیں تو ڈیڈی اور
 سوتیلی ماں کے گھر چلی جائیں گی۔ کیا کہنا تھا کہ وہ بہت عجیب
 ہیں کیونکہ ان کا شوہر ان کی سوتیلی بیٹیوں کو ساتھ رکھنا پسند
 نہیں کرتا اس لیے ہم دونوں بیٹیاں معافی وغیرہ مانگ کر
 واپس اسی جنم میں چلی جائیں جہاں سے ایک دن ہمیں ڈر
 کر نکلتا پڑا تھا۔" جولی آہستہ آہستہ بتانے لگی۔
 "اوہ! تو ہمارا خیال اگر کی کوئی آیا تو کیا آیا کہ ہمیں
 پھر ظلم و ستم کے سپرد کر رہی ہیں۔" ملی غصے میں تھی۔
 "ہاں۔۔۔۔۔ مجھے بھی اس بات پر بڑا دکھ محسوس ہوا۔
 دراصل ہماری مکان مالکین نے کسی سے کہا ہے کہ ہم دونوں
 زیادہ سے زیادہ ایک ماہ یہاں ٹھہر سکتی ہیں۔ اس کے بعد وہ
 اپنا یہ قلیت ہم سے خالی کر دے گی اور کوئی دوسرا جو اسے
 زیادہ کرایہ دے سکتا ہے۔ اسی لیے ملی نے فون کیا تھا۔ میں
 فون سننے سے لے کر اب تک بڑی فینشن میں ہوں۔ میں
 نے اپنی توجہ بنانے کے لیے سارا اصرار بننے والے ٹیکہ
 پر لگا دیا اور ایک بار پھر سوچنے لگی کہ شاید کچھ اچھا ہو جائے
 لیکن نہیں ملی۔۔۔۔۔ اب مجھے یقین نہیں رہا۔ بار بار خود کو آس
 دلاتے دلاتے میں تھک چکی ہوں کیونکہ مسز جوزفین یا کہیں
 اور سے کوئی رول نہیں ملا۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ان کا جاننے
 والا تو دور کی بات، وہ خود بھی ہم سے آئندہ ٹیکہ نہیں
 بنوائیں گی کیونکہ۔۔۔۔۔ ہماری قسمت ایسی ہی ہے۔" جولی

بتاتے بتاتے ایک بار پھر رو دی۔ ملی میں اتنی بہت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ بہن کو دلا سادے سکے۔ وہ تو رہائش، کھانا، آئندہ زندگی کا سوچ سوچ کر ہول رہی تھی۔ اب کیا ہوگا؟۔ سوال اسے لرز رہا تھا۔

”ایک بات تو طے ہے کہ ہم واپس ہرگز نہیں جائیں گے، چاہے حالات کیسے بھی ہو جائیں۔“ رونا روک کر جولی نے فیصلہ کن انداز میں کیا۔ اس کے لہجے میں اپنے رشتوں سے نفرت واضح نظر آ رہی تھی۔

”بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ واقعی ہم اس گھر واپس نہیں جائیں گے۔ لیکن جولی اب ہم کریں گے کیا؟“ ملی نے بہن کی بھرپور تائید کی لیکن ساتھ ہی گہرا کرسوال بھی کر دیا۔ ”سوچے ہیں کچھ۔“ جولی نے دھیرے سے کہا اور منہ دھونے کے لیے ملی گئی۔ ملی اٹھ کر کمر اور دست کرنے لگی۔

رات کو دونوں سونے کے لیے لیٹیں تو جولی اچانک اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ”ملی! امیر اخیال ہے اگر ہم پر تشش الفاظ اور شاندار طریقے سے ایڈورٹائزمنٹ کریں تو لوگ ہماری طرف توجہ ہو سکتے ہیں۔“

”کیا کہا تم نے؟“ ملی نے جولی کو یوں دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ کر رہی ہو۔

”میں یہ کہہ رہی ہوں لی کہ ہم ایک کونے میں بیٹھ کر ترقی کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں اپنے کام کو شہر کرنا چاہیے۔ مشہوری کرنی چاہیے۔ دیکھنا پھر کیسے حالات تیزی سے بدلیں گے۔“

”جولی! کیا تم جانتی ہو کہ اس ”قابل مل آئیڈیا“ پر اخراجات کتنے آئیں گے؟ کیا ہمارے پاس اتنی رقم ہے؟“ ملی نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے جولی سے پوچھا۔

”ہاں، جو تھوڑی سی رقم پڑی ہے، وہ اس کام پر لگا دیتے ہیں۔“ جولی نے بڑے جوش سے کہا۔ وہ مایوس تو ہوئی تھی لیکن جلد ہی پرامید بننے لگی تھی۔

”نہیں۔۔۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور جو تھوڑے سے پیسے ہیں، ان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ یہ پیسے اشتہار دینے کے لیے کافی ہوں گے۔ اس کا اندازہ تو شاید تم کو بھی ہوگا۔“ ملی نے جولی کا ہاتھ پکڑ کر سمجایا۔ جولی نے آنکھیں بند کر لیں۔

☆☆☆

”رکولی! ایک کام ہے تم سے۔“ ملی اسکول سے واپس آ رہی تھی کہ جینی نے اسے آواز دی۔ جینی ایک امیر لڑکی تھی۔ ملی کی ذہانت اور مصحوبیت کی وجہ سے جینی نے اس سے دوستی

کر لی تھی ورنہ وہ عام طور پر کسی کو نہ لگاتی تھی۔ ”ہاں جینی! کیا بات ہے؟“ ملی رک گئی۔ وہ کافی صحن ہوئی لگ رہی تھی۔ حالات کی ٹھکن اس کے چہرے پر نظر آ رہی تھی۔ نہ جانے تعلیم کا یہ سلسلہ کتنے دن بعد رکے والا ہے؟ وہ اسے سوچتے ہوئے چل رہی تھی کہ جینی نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

”ملی! وہ تم سے نوٹس لیتا ہے۔ تم کہہ رہی تھیں کہ آج دوں گی۔“

”اوہ ہاں، یاد آیا۔ رکومیں بیگ سے نکالتی ہوں۔“ کہہ کر ملی نے بیگ کندھے سے اتارا۔

”جلدی کرو۔۔۔ میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔ ہم نے شاپنگ کے لیے جانا ہے۔“ جینی نے اس کے دھمے اور جھکے ہوئے انداز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”شاپنگ؟ کس قسم کی شاپنگ کرنے جا رہی ہو تم؟“ نوٹس اسے تھمتاے ہوئے ملی نے ہلکا سا سکر اسوال کیا۔

”میری آنٹی کی پرسوں سالگرہ ہے۔ اسی کی تیاری کر رہی ہوں۔ میری آنٹی شہر کی معروف بزنس وومن ہیں۔ انہوں نے بہت خاص مہمان اور میڈیا والے بلائے ہیں اس لیے بہت خاص تیاری کرنا ہوگی۔“ جینی کے لہجے اور چہرے پر بڑا جوش تھا۔

”اوہ اچھا۔۔۔ تو ٹھیک ہے۔ میں چلتی ہوں۔ تم بھی جاؤ اور کرو شاپنگ۔“ ملی زبردستی سکراتے ہوئے بول رہی تھی۔ حالات نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔ وہ بیگ کندھے پر ڈال کر چلتے گئی کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ وہ یکدم رک گئی۔

”جینی! رکی میری بات سنو۔“ وہ ذور سے چلائی۔ جینی گاڑی میں بیٹھنے والی تھی۔ وہ ملی کی آواز سن کر رک گئی۔

”رک روکو۔۔۔ بڑی ضروری بات کرنا ہے تم سے۔ ذرا ادھر آؤ۔“ ملی نے تیز تیز بولتے ہوئے اس کا بازو پکڑا۔

”ارے کیا ضروری بات ہے جو تم ایسے اچانک تیزی سے آئی ہو؟“ جینی کو دائمی حیرت ہو رہی تھی کہ آہستہ آہستہ بولتے ہوئے پرے جانے والی ملی یوں تیزی سے ہلکتی، ہمکتی کیسے آئی ہے۔

”جینی! پلیز! امیر ایک کام کرو۔ تم یہ کہہ سکتی ہو۔ میں تمہارے اس کام کے بدلے اپنے مزید نوٹس دے دوں گی۔۔۔ دیکھو! اگرت کرنا۔“ جینی نے بڑی ہرجا جت سے کہا۔

”کون سا کام ملی؟ کیا ہے جو میں کہہ سکتی ہوں اور تم اس کے لیے مجھے مزید نوٹس دینے کو کہیں گے تیار ہو گئی ہو؟“

اپنے ڈرائیور کو ڈرائنگ کا اشارہ کرتے ہوئے جینی نے مزید حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”جینی! میں اور میری بہن جولی بہت اچھے کیک بناتی ہیں اور یہ بات میں نے نہیں پہلے بتائی تھی ہے۔“ ملی نے کہا۔

”ہاں، تم نے بتایا تھا۔ مجھے یاد ہے۔“ جینی نے سر ہلایا۔ ”میں تو بس ہیلپ کرتی ہوں۔ دراصل سارا کام جولی کا ہوتا ہے۔ وہ بڑی محنت اور نفاست سے انتہائی خوش ذائقہ اور خوب صورت کیک بناتی ہے۔ لوگ مختلف مواقع پر ہم سے کیک تیار کراتے ہیں۔ ہماری کوئی شاپ وغیرہ نہیں ہے۔ گھر کے بچے میں ہی سارا کام کرتے ہیں لیکن تعلیم کرو میری بہن کے ہاتھ کا ذائقہ شہور شاہی والوں سے نہیں بڑھ کر ہے۔“ ملی جلدی جلدی بول رہی تھی۔ جینی کو اس کی بات سمجھ آنے لگی۔

”تو تم یہ چاہتی ہو کہ میری آنٹی کی سالگرہ پر۔۔۔“ جینی بول رہی تھی کہ ملی نے بڑے جوش سے بات کالی۔

”تم بالکل ٹھیک سمجھی ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اپنی بزنس وومن آنٹی سے کہو کہ وہ اس خاص و شاندار موقع پر ہم سے کیک بنوائیں۔ یہ ہمارے لیے بڑے اعزاز کی بات ہوگی۔ تم کوئی خدشہ دل میں مت لانا۔ معیار کے اعتبار سے کیک بہت اعلیٰ ہوگا۔“ ملی نے کہا۔

”نہیں، نہیں۔ مجھے کوئی خدشہ نہیں لیکن میری آنٹی میری بات کیسے مانیں گی؟“ جینی نے جواب دیا۔

”اگر تمہاری مہی ان سے کہیں اور اپنی مہی کو تم مناد تو یہ مانگن نہیں ہے جینی!“ ملی نے پرامید نظروں سے جینی کو دیکھا۔

”میں بھی سے کہوں؟ لیکن ذرا مشکل ہے۔ مجھے نہیں لگا کہ وہ اتنے بڑے فنکشن کا اہم آسٹم میرے کہنے پر میری دوست سے بنوانے پر رضامند ہو جائیں۔“ جینی نے معذوری ظاہر کی۔

”جینی! تم کسی طرح یہ کرو۔ دیکھو، اس سسٹر کے لیے جو نوٹس تمہیں چاہئیں، میں تمہیں دوں گی۔ پلیز جینی!“ ملی نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

”اچھا۔۔۔ تو تم ایک کام کرو۔“ جینی نے نرمی سے کہا۔

”کیا؟ بناؤ جلدی۔“ ملی بے تابی سے بولی۔

”یہ لو میرے گھر کا ایڈریس۔“ جینی نے بیگ سے کالی نکال کر ایک چٹ بنا کر ملی کو تھما دی۔

”جین کریں گی؟ نہیں جینی، پلیز! تم خود ہی کچھ کرو۔“ ملی چٹ پکڑے بول رہی تھی۔

”نہیں، تم ہی سے کچھ نہیں کہوں گی۔ بس ایک کام کرنا ہے تم کو۔ دھیان سے سنو۔“ کہہ کر جینی نے ملی کو پوری بات سمجھائی۔ ملی کے چہرے پر سکر اٹھ اور امید نظر آنے لگی۔

جینی بات مکمل کر کے گاڑی کی طرف بڑھ گئی اور ملی نے چٹ کو احتیاط سے بیگ کی جیب میں رکھ لیا۔

☆☆☆

شام کا وقت تھا۔ ملی، جینی کے گھر کے شاندار ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی۔ ملازمہ اسے بٹھا کر جوس دے گئی تھی۔ جینی نے ملازمہ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اس کی ایک دوست آئے گی، اسے اندر لے آنا۔ عالی شان گھر کو دیکھتے دیکھتے ملی ڈرائنگ روم تک گئی تو اس کی آنکھیں کل گئیں۔ اتنی دولت، اتنا کچھ کسی کے پاس ہو سکتا ہے؟ وہ سوچنے لگی۔ اس کے ذہن میں بار بار یہ خدشہ سر اٹھانے لگا کہ اتنے بڑے گھر کی مالکن اتنی چھوٹی اور غریب لڑکی کی بات نہیں سنے گی۔ اضطراب میں اس سے جوس پینا مشکل ہو گیا۔ اتنے میں جینی ایک خاتون کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ ملی جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

”مہی! یہ میری دوست ملی ہے۔ بہت ذہین ہے۔ مجھے اسٹریڈ میں بہت ہیلپ دیتی ہے۔“ جینی تعارف کروانے لگی۔ ملی بس مرحوب سی اس طرح دار و عورت کو دیکھ رہی تھی جو بیٹھے ڈریس میں بہت شاندار لگ رہی تھی۔

ملی نے جھکتے ہوئے بڑی مشکل سے ہیلو ہائے کہا۔

”مہی! میری دوست اور اس کی بہن بہت اچھا کیک بناتی ہیں۔ میں نے ایک بار ان کے ہاتھ کا بنا کیک کھایا تھا۔ لا جواب ذائقہ تھا۔ یہ ہمارے لیے میری فرمائش پر مجھے کیک دینے آئی ہے۔ پلیز! آپ بھی چکھیں ذرا۔“ جینی نے ہیلو ہائے ہوتے ہی مطلب کی بات کرنا شروع کر دی۔

ملی کو بات کی تھوڑی سی سمجھ آ گئی۔ فوراً ساری جھجک بالائے طاق رکھتے ہوئے بولی۔ ”جی ہاں! جینی کو تو بہت پسند ہے۔ آپ ضرور کھائیں۔ میں اپنی فرینڈ اور آپ کے لیے بڑی محبت سے لائی ہوں۔“ اس نے اندازہ لگایا تھا کہ بہت دولت مند ہونے کے باوجود جینی کی مہی مفرد۔۔۔ نہیں ہے اور اسی لیے جینی کی عام سی دوست کو ملنے ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

”سوری! میں اس وقت تو نہیں کھا سکتی۔ میرا سارا ڈائنٹ پلان بکڑ کر رہ جائے گا۔“ اسارٹ سی مہی نے ہلکا سا

مسکرا کر معذرت کی۔ لی نے جینی کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ پہلا ہی مرحلے میں ہوتا ہوا، منزل تک کیسے پہنچا جائے گا۔

”کوئی بات نہیں می! میں فریج میں رکھ دیتی ہوں۔

آپ شام کو کھا لیجئے گا۔ چاہے تھوڑا کسی لیکن کھانا پڑے گا کیونکہ یہ میری فرمائش پر بتا ہے۔“ جینی نے ماں سے بات کرتے ہوئے لی کو اس دلائی۔ اس کی ماں نے سر ہلاتے ہوئے اس کا گل حجت پاپا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد لی امید اور ناامیدی کے درمیان گھری ہوئی واپس گھر کے لیے روانہ ہو گئی۔

☆☆☆

”اے وقف لڑکی! خواہ مخواہ خرچہ اور محنت کر دائی، ہم سے تو عام لوگ کم ہی ایک بناتے ہیں۔ اتنے بڑے لوگ کیوں ہم سے رجوع کرنے لگے۔“ جولی، لی کو سمجھاتے ہوئے ہلکا ہلکا ڈانٹ رہی تھی۔ لی نے اسے سہانے پن سے دکھا کر کہہ کر کہا۔ جولی کو فضا بھی آ رہا تھا اور دکھ بھی ہو رہا تھا کہ ابھی تک آرڈر ملنا تو دور کی بات، ایک چکھا تک نہیں کیا۔ لی سب فون سامنے رکھ کر اس کی ڈانٹ سن رہی تھی۔ اسے جینی کی کال کا انتظار تھا۔

”میں ذرا مارکیٹ تک جا رہی ہوں۔ تم انتظار کرو اس کال کا جو بھی نہیں آئے گی۔“ جولی نے مایوسی کے غالم میں کہا اور باہر نکل گئی۔ لی نے سب فون سائڈ پر رکھا اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ چند منٹ گزرے تھے کہ سب فون بج اٹھا۔ جینی کی کال تھی۔ لی کی آنکھوں میں چمک آگئی کیونکہ جینی نے اس سے کہا تھا کہ اگر خوشخبری ہوگی تو وہ کال کرے گی۔

”یعنی خوشخبری.....“ لی نے خوش ہوتے ہوئے فون آن کیا۔

”لی! امی کو ریک اتنا پسند آیا کہ میں بتا نہیں سکتی۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ اتنی لینڈ لڑکیاں اتنا کم کام کیوں کر رہی ہیں۔ انہیں تو وسیع پیمانے پر ریک بنانے چاہئیں۔“ جینی اسے بتا رہی تھی۔

”اچھا..... تو پھر آگے کیا ہوا؟“ لی کے لہجے میں بے باکی تھی۔

”ہوا یہ کہ میں نے می سے کہا ہے کہ آٹھ کی سالگرہ کا ریک بنوانے کی ذمہ داری وہ لے لیں یعنی آٹھ سے کہیں کہ ریک کا انتظام میں کروں گی۔“ ہمیں مبارک ہوئی! ساری بات ہو گئی ہے۔ شہر کی محروم بڑس دو کن کی سالگرہ

کا ریک تم بنانے والی ہو۔ کتنا بڑا ہوتا چاہیے، کس سائز کا ہو؟ یہ میں تجھیں سب کچھ کر دیتی ہوں۔ پرسوں شام چار بجے تیار ہونا چاہیے۔“ لی کی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو اٹھ گئے۔

”جینی! تحنیک یو۔ تم نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ریک جہاں پہنچاتا ہے، وہاں کا ایڈریس بھی بتا دو۔“ فون بند کر کے وہ جولی کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد جولی اندر داخل ہوئی تو لی نے بیڈ سے اچھل کر اسے گلے سے لگا لیا۔

”ارے..... ارے..... کیا ہو گیا؟ گراؤ گی مجھے؟“ جولی جھنجھلائی گئی۔

”میں تو نہیں گراؤں گی لیکن تم میری بات سن کر خود ہی حیرت سے گر پڑو گی۔“ لی کھل کر مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔ کچھ دیر بعد جولی بھی خوب مسکرا رہی تھی۔

شہر کی بہت بڑی تقریب یعنی سبز قحاسن کی برتھ ڈے ریک کا آرڈر بے گھر، غریب، غیر معروف جولی کو مل گیا تھا۔ ریک کا سائز کافی بڑا تھا۔ جیسے خوب ملنے تھے اور..... دونوں بہنوں نے تقریب میں شرکت بھی کرنا تھی۔ جینی نے ریک لے کر آنے والی اپنی دوست اور اس کی بہن کو بھی مہمانوں کی فہرست میں شامل کر دیا تھا۔ سبز قحاسن کی پڑوقار و امیرانہ تقریب کی یہ غریب ترین مہمان تھیں۔

جولی نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اس ریک پر لگا دیں۔ کافی زیادہ کام تھا کیونکہ بہت بڑے سائز کا ریک بنانا تھا۔ جولی اور لی نے بڑی محنت و جانفشانی سے کام مکمل کیا۔ دونوں بہت خوش، بہت پر جوش تھیں۔ جولی اور لی اب تقریب میں جانے کی تیاری کرنے لگیں۔ دو چار کپڑوں میں سے ڈھونڈ کر مناسب لباس نکالے۔ لی بال بٹاری بھی، جولی شیو کر رہی تھی۔ وہ دونوں اپنے آپ کو اچھے سے اچھا بنانے میں لگی ہوئی تھیں۔

”کیا سوچ رہی ہو؟“ کیلے بالوں میں تو لیا رگڑتے ہوئے جولی نے لی سے سوال کیا جو اپنی تیاری مکمل کر کے کھڑکی میں کھڑی نہ جانے کن خیالوں میں گھولی ہوئی تھی۔

”آں..... ہاں..... کچھ نہیں، کچھ نہیں..... جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ہمیں غم پر پہنچنا ہے۔“ لی تیزی سے چونک کر کھڑی۔

”ویسے لی! تم کو سال کی لڑکی۔ تمہاری ذہانت نے بڑا کام دکھایا ہے۔ تم محنت سے نوٹس دیتی تھیں۔ انہی نوٹس کی بدولت تم نے ایک امیر ترین لڑکی کو فریڈ بنالیا اور دیکھو، آج بات کہاں تک جا چکی۔ وہ غریب لڑکیاں جن کو سب سے

رکھنے کو تیار نہیں، آج ایسی جگہ مدعو ہیں جہاں جانا ہاں باپ رکھنے کو تیار ہے۔“ بالوں میں برش پھرتے ہوئے لی لوگوں کا خواب ہے۔ لی کی جھالروالے نیلے فرائک جولی نے بہن کی تعریف کی۔ لی کی جھالروالے نیلے فرائک جولی نے بہن کی تعریف کی۔ لی کی جھالروالے نیلے فرائک جولی نے بہن کی تعریف کی۔

میں وہ سادہ سی اور بہت معصوم لگ رہی تھی۔ اس کے سنہری کھلے بال کھڑکی سے آتی ہوا میں اڑ رہے تھے۔ بس..... وہ اتنی ہی تیار کر سکتی تھی۔

”میری ذہانت نے تو بس ایک حد تک کام کیا ہے۔ اصل بات تو تمہارے ہاتھ کے ڈانکے اور شاندار سجاوٹ کی ہے جس نے جینی کی می کو ہمیں ریک کا آرڈر دینے کا فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ کچھ بات یہی ہے کہ یہ سب تمہارا کمال ہے۔“ لی نے کھلے دل سے سارا کریڈٹ جولی کو دیتے ہوئے کہا۔ گلابی فرائک اور اپنے پسندیدہ میز اسٹائل میں وہ کافی اچھی لگ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد دونوں ریک کے ساتھ سبز قحاسن کی رہائش گاہ کے لیے روانہ ہو گئیں۔

وہاں پہنچ کر دونوں کی آنکھیں غل گئیں۔ اعلیٰ رہائش گاہ، اعلیٰ کپڑے، خوشبوئیں، اعلیٰ ترین انتظام..... وہ تو بس آنکھیں میاڑے دیکھ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد لی، جینی کے ساتھ کچھ اور دوستوں سے ملنے کے لیے چلی گئی۔ جولی ایک سائڈ پر کھڑی سی کھڑی ماحول کو دیکھ رہی تھی۔ کافی دیر ٹھہر رہی تھی اور اب ریک کتنے کا ٹائم قریب آ گیا تھا۔ مارے مہمان اور میڈیا والے پہنچ چکے تھے۔ رہائش گاہ کا وسیع و عریض خوبصورت لان بڑے دلکش انداز میں سجایا گیا تھا۔ سیمپل پر تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ سبز قحاسن تیار ہو کر باہر آ چکی تھیں۔ خوبصورت ڈریس میں وہ انتہائی محنت سے لوگوں سے مل رہی تھیں۔ بے چاری غریب جولی مزید سٹ کر اور زور سی ہو کر ایک سائڈ پر کھڑی ہو گئی۔ ویسے بھی سبز قحاسن کون سا اس تک پہنچنے والی تھیں۔ انہوں نے بس چند لوگوں سے ویلو ہائے کی آؤر باقیوں کی طرف مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور اس ٹیبل کی جانب بڑھ گئیں جہاں جولی اور لی کے ہاتھ کا بنا ریک رکھا ہوا تھا۔ کچھ اہم مہمان ابھی نہیں آئے تھے اس لیے وہ ٹیبل کے نزدیک موجود ایک کرسی پر بیٹھ گئیں۔

☆☆☆

”سنو!“ ایک دم سی سرگوشی قحاسن ہاؤس کے ملازم کو سنا دی۔ ٹرے اٹھائے ہوئے وہ چونک گیا۔

”کون؟ کیا بات ہے؟“ اس نے کہا۔ اسے ستون کے پاس ایک دہلا چکا سائز کا نظر آیا۔ اس لڑکے نے ڈھیلی کی ٹرٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی۔ سر پر کپ اس طرح تھی کہ

ماتھ کھل ڈھکا ہوا تھا اور سر پر ماسک بھی تھا۔ طے اور اسٹائل سے وہ کوئی ملازم باپ لڑکا لگ رہا تھا۔

”ایک اہم بات بتانا تھی۔ ادھر آؤ۔“ لڑکے نے ملازم کا بازو پکڑ کر دسی آواز میں کہا اور بغیر کوئی تمہید باندھے کہنے لگا۔ ”تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ سبز قحاسن کے برتھ ڈے ریک میں زہر ملایا گیا ہے تاکہ ان کی اور ان کے گھر آئے مہمانوں کی جان نہ لے کر یا کم از کم بری طرح حالت خراب کر کے ان کی صحت و سادھ کو متاثر کیا جاسکے۔ یہ کام سبز قحاسن کے مخالف بڑس گردب کا ہے۔ انہوں نے ریک بنانے والوں کو بھاری معاوضہ دے کر

دنیا کے کسی بھی گوشے میں اور ملک بھر میں گھر بیٹھے حاصل کریں

جاسوسی، ڈائجسٹ، سپنس ڈائجسٹ ماہنامہ پاکیزہ، ماہنامہ سرگزشت

ایک چلے گئے 12 ماہ سالانہ مسلسل رشوراک خرچ پاکستان کے کسی بھی شہر کاؤس کے لیے 2000 روپے

بیرون ممالک کے لیے زمر سالانہ 25,000 روپے

بیرون ملک سے قارئین صرف ویسٹرن یونین یا منی گرام کے ذریعے رقم ارسال کریں

رابطہ:

مرزا شمر عباس: 0301-2454188

سرکولیشن مینیجر سید حسنین: 0333-3285269

محمد شہزاد خان: 0333-2256789

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز

C-63 فیز 111 کیمینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ۔ کراچی

کام کر دیا ہے۔ پلیز! تم جلدی جا کر سب کو بتادو اور اس فنکشن میں ہونے والے متوقع نقصان کو روک لو۔“
 ملازم کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ ”تم کون ہو؟“
 اور یہ سب کیسے جانتے ہو؟ میں کیسے تمہارا تعین کر لوں؟“
 اس نے کچپائی آواز میں کہا۔
 ”میں ایک بیکری پر ملازم ہوں۔ مجھے کیسے پتا چلا یہ میں جہیں کچھ دیر بعد بتاتا ہوں۔ میں یہیں کھڑا ہوں۔ تم پہلے ان لوگوں کو بتا دو۔ فکر نہ کرو، میں کہیں نہیں جا رہا۔ میں پوری تفصیل بتا کر اور اپنا انعام لے کر ہی جاؤں گا۔“
 پلیز! تم بھاگ جلدی۔“

☆☆☆

سب مہمان آچکے تھے۔ کیک کٹنے کا وقت ہو گیا تھا۔ سبز قحاسن ٹیبل کے قریب بیٹھی تھی۔ سبز قحاسن، یعنی، جینی کی بیوی اور جینی کے چچا اور افراد بھی ہمراہ تھے۔ ہکا بکا سا میوزک چل رہا تھا۔ بڑا پُر رونق و دلکش ماحول تھا۔ جولی ایسے سب کچھ دیکھ رہی تھی جیسے یہ کوئی خواب ہو۔
 ”ہمارے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس قریب میں ہمارا بنایا گیا کیک رکھا ہوا ہے۔“ لی کی آواز سن کر وہ چونک گئی۔

”ارے ہم کب آئیں؟“ اس نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”بہت دیر سے آئی ہوئی ہوں۔ تم اتنا کھولی ہوئی تھیں کہ جہیں پتا ہی نہ چلا۔“ لی مسکرا کر بولی۔
 سبز قحاسن نے کیک کٹنے کے لیے چھری اٹھائی تھی کہ ان کا ایک ملازم تیزی سے تقریباً ہماکتا ہوا ان تک پہنچا۔ ”رکے ہم! آپ کو ایک بات بتانا ہے۔“
 اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور آواز کا پ ر ہی تھی۔ سبز قحاسن نے اس کے انداز اور یوں گل ہونے پر انتہائی ناگواری سے دیکھا۔ ان کے پردوار چہرے پر فنکشن پڑ گئیں۔ باقی لوگوں کا بھی کم و بیش یہی حال تھا۔

”کیا بات ہے؟“ کون سی اہم بات ہے جس کے لیے تم نے یہ حرکت کی ہے کہ تقریب روکادی؟“ سبز قحاسن گھورتے ہوئے غصے سے لیکن چپنی آواز میں ملازم سے مخاطب ہوئے۔ جواب میں اس نے جو بتایا، اسے سن کر لیلی مہاجر کا رنگ تو بدلا ہی تقریب کمرے مہمان بھی سن کر خوفزدہ ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹیبل ہی بج گئی۔ سب کیک والی میز سے یوں دور جانے لگے جیسے قریب رہے تو کیک کا کھانا کھان کر ان کے منہ میں چلا جائے گا۔
 ”یہ کیا ہوا ہے؟“ لی نے حیران ہی ہو کر جولی سے

کہا۔ وہ بہت فاصلے پر تھیں۔ ان تک ابھی خبر نہیں پہنچی تھی۔ ”معلوم نہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی مسئلہ ہو گیا ہے۔ دیکھو ذرا قحاسن لیلی اور لی لوگوں کے چہرے عجیب سے لگ رہے ہیں جیسے ڈر رہے ہوں اور بہت پریشان ہوں۔“ ابھی اس کی بات مکمل ہی ہوئی تھی کہ جینی بھاگتی ہوئی ان کے قریب آگئی۔

”کیا ہوا ہے جینی؟ تقریب رک کیوں گئی ہے؟ اور یہ سب لوگ گھبرائے ہوئے کیوں لگ رہے ہیں؟“ لی نے جینی پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جواب میں جینی سے جو کچھ سنا، اس کے بعد دونوں بہنوں کی حالت غیر ہو گئی۔
 ”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں جینی! ضرور کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میں نے اور لی نے اس کیک کو بنانے میں اپنی ساری صلاحیتیں لگا دیں۔ ہم بھلا کیوں یہ مجرمانہ کام کریں گے۔ پلیز جینی! کچھ کرو۔ اس غلط فہمی میں ہمارے ساتھ کچھ برائہ نہ ہو جائے۔“ جولی رک رک مصافحائیں دے رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ لی نے جولی کا بازو سختی سے پکڑ لیا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی رنگ آ جا رہے تھے۔

”یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا۔ لیکن دیکھو۔۔۔۔۔ اس کی بات ادھر دی رہ گئی۔ ان دونوں بہنوں کو کمرے کے سامنے آنے کا کہا جا رہا تھا جنہوں نے سبز قحاسن کے لیے کیک بنایا تھا اور وہ تقریب میں موجود بھی تھیں۔ مائیک میں اعلان کیا جا رہا تھا۔ تمام داخلی دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ لی کا پ ر ہی تھی۔ جولی لوگ رہا تھا جیسے اس کے پیروں کے نیچے زمین نہیں اور آسمان اس پر ٹوٹ پڑا ہے۔ وہ کچھ بولنے اور چلنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔ جینی نے سب کو ان کی جانب متوجہ کر دیا تھا۔ جینی کی آنکھوں میں اپنی دوست اور اس کی بہن کے لیے کھل اعتبار تھا۔ وہ چاہ رہی تھی کہ جلدی دونوں بہنیں اپنی صفائی ثبوت کے ساتھ دے کر بے گناہ ثابت ہو جائیں۔ اس کے کہنے اور سفارش پر جولی کو کیک بنانے کا کہا گیا تھا اس لیے جینی اپنے لیے بھی پریشان تھی کہ پوری فہمی اسے ملے گی کہ اس کی

چھری گولی بعد لی اور جولی اس طرح کھڑی تھیں کہ تقریب کے سب مہمانوں کی آنکھیں ان پر پڑیں۔ سارے کمرے ان کے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ میڈیا والے سبز قحاسن کو بھول کر کیک بنانے والیوں پر توجہ مرکوز کیے ہوئے تھے۔ اپنے چہرے کے قریب بہت سے مائیک جولی کو بھانپ کر ہتھیار لگ رہے تھے۔ لی اس کے ساتھ

چپنی کھڑی تھی۔ آپ کا تعلق ہے؟ پہلے تو آپ کا نام نہیں سنا گیا۔“
 ”آپ کو کس نے ایک زہر آلود کرنے کا کہا؟“
 ”کیا بتایا گیا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟“
 ”نہی رقم کے عوض یہ کام کیا؟“
 ”اس عمر میں ایسی جبر مانہ کر گئی؟ کیوں کیا ایسا؟“
 میڈیا والوں کے تیز سوالات جاری تھے۔ جولی چپ کھڑی تھی۔ کسی بھی سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ اچانک پڑنے والی افتاد نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔
 ”ایسا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہے۔ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم پر یقین کریں پلیز!“ اس نے یہ مشکل چند لفظ ادا کیے۔ آنسو اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔ اس کا معصوم سا چہرہ رونے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کا جملہ مکمل ہوتے ہی جینی کی بیوی آگے بڑھیں۔ ان کا غصہ چہرے پر عیاں تھا۔
 ”بڑے دکھ کی بات ہے لڑکیا! میں نے تمہاری معصوم شکل اور غربت کو دیکھتے ہوئے تم پر یقین کر لیا لیکن تم نے دکھادی ناچ ڈنیت۔ اب دیکھنا قانون کیسے تمہاری ذہنیت شک کرتا ہے۔“ وہ ہاتھ قاعدہ چلا رہی تھیں۔

اچانک لی نے جولی کا بازو چھوڑا اور کیک والی میز کی طرف تیزی سے جانے لگی۔ سارے کمرے اس پر تھے۔ وہ کیک کے قریب پہنچی، چھری اٹھا کر اس کا ایک بڑا سا ٹکڑا کاٹا اور اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکنا نہ سکے، اس نے منہ کھولا اور انتہائی تیزی سے کیک کا وہ ٹکڑا کھالیا۔ سب ششدر تھے اور خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ جولی اسی طرح کھڑی اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی جس طرح وہ پہلے۔ کھڑی تھی۔ اسے لگ رہا تھا، اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا۔ سنا نہیں دے رہا اور نہ ہی بولا جا رہا ہے۔

”میں نے آپ سب کے سامنے کیک کھایا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے زہر نہیں ملا یا۔ اگر ملایا ہوتا تو میں کیک کیوں کھاتی؟“ لی نے سب کے چہروں کے تاثرات بدلتے دیکھے۔
 ”آپ کچھ دیر انتظار کریں اور دیکھیں کہ مجھے کچھ ہوتا ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے زہر کچھ دیر بعد اثر کرے، ہے نا؟ تو شک ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ میری حالت خراب ہونے کی صورت میں آپ اسپتال کے بجائے ہم دونوں بہنوں کو پولیس کے حوالے کر دینا۔“ لی کے لہجے میں اب خوف، گھبراہٹ نہیں تھی۔ وہ بڑے اعتماد سے ٹیبل کے

”آپ کچھ دیر انتظار کریں اور دیکھیں کہ مجھے کچھ ہوتا ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے زہر کچھ دیر بعد اثر کرے، ہے نا؟ تو شک ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ میری حالت خراب ہونے کی صورت میں آپ اسپتال کے بجائے ہم دونوں بہنوں کو پولیس کے حوالے کر دینا۔“ لی کے لہجے میں اب خوف، گھبراہٹ نہیں تھی۔ وہ بڑے اعتماد سے ٹیبل کے

ایک کونے کو پکڑے کھڑی سب کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جولی کی حالت کچھ کچھ پھسل گئی تھی۔ ہم غیر معروف پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے؟ وہ سوچے جا رہی تھی۔ ادھر لی سب کی توجہ کا مرکز بنی کھڑی تھی۔ کمرہ والے کے سامنے دو ہی چیزیں تھیں، لی اور ان کے ہاتھوں کا بنا ہوا خوبصورت، ڈانکے دار کیک۔ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ یہ قحاسن لیلی کا فنکشن ہے۔ جولی، لی اور ان کا کیک ہی سب کی نگاہوں میں تھا۔

”کی نے انتہائی گھٹیا مذاق کیا ہے۔“ اچانک جولی کی آواز ابھری۔ وہ بھی لی کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی۔ ”سبز قحاسن کے مخالف گروپ تو کیا، ہماری تو اس شہر میں کسی بھی خاص گروپ سے جان پہچان نہیں ہے۔ ہم کچھ عرصہ پہلے ہی یہاں آئے ہیں اور صرف چند لوگوں کے لیے ہی کیک بنائے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا نہیں اسی لیے بڑی مشکل سے تھوڑا بہت کام ملتا ہے۔ جینی، جو کہ آڑہاٹیل سبز قحاسن کی بھانجی ہیں، وہ لی یعنی میری اس چھوٹی بہن کی کلاس فیلو ہے۔ اس کی سفارش کروا کر ہم نے اس کیک کو بنانے کا آرڈر لیا تھا۔ کیک کی تیاری سے لے کر یہاں لانے تک کوئی بھی غیر متعلقہ شخص اس کیک کے قریب نہیں پہنچا یا ہم سے ملا۔ ہم دونوں بہنوں کی نظر اس سے ایک پل نہیں ہٹتی تو پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ہمیں غلط کام کرنے کا کہا گیا یا اس امکان کو سامنے رکھا جائے کہ شاید کوئی اور نہ یہ کام کر گیا ہو۔ ہم پر یقین کریں، ایسا کچھ بھی نہیں۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو لی آپ کو یقین دلانے کے لیے کیک کھاتی کیا؟ اور اب دیکھیں کتنی دیر ہو گئی ہے، لی کو کچھ بھی نہیں ہوا جو ہماری بے گناہی اور کیک کے بے ضرر ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کے باوجود آپ کسی میڈیکل ٹیم کو بلوا کر بھی چیک کروا سکتے ہیں۔“ لی کے جرات مندانہ قدم نے جولی کو بھی ہمت دی اور اس نے بڑے اعتماد سے کمرہ والے کے سامنے آ کر اپنی بات کر ڈالی۔

سب کو ان کی بات کا یقین آنے لگا۔ سب مہمانوں کو پھنسنے کا کہا گیا اور جموئی خریدنے والے لڑکے کی تلاش شروع ہو گئی۔ لڑکے کا کہیں اپنا پتا نہ ملا۔ نہ جانے کیوں ایسی خبر پھیل کر وہ غائب ہو گیا تھا۔ غالباً اسے بھی پتا چل گیا تھا کہ سچ سامنے آنے پر اس کی درگت بن جائے گی۔
 کیک چیک کر دیا گیا۔ لی کے کیک کھانے کے بعد یقین تو پہلے ہی آ گیا تھا، اب اس سچ پر مہر لگ گئی۔ لی اور

جولی سے باقاعدہ معذرت کی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ جلد اس لڑکے کو تلاش کر کے اس کو سزا دی جائے گی جس نے ایک طرف تو لوگوں کو خوفزدہ کیا، دوسری جانب دو معصوم لڑکیوں کو پھنسانے کی کوشش کی۔

کیک کا نام کیا۔ اب سب مہمانوں کی توجہ صرف کیک پر ہی تھی۔ سب نے اس کے ڈانٹنے کو نوٹس کیا اور دونوں بہنوں کی مہمانوں نے کافی تعریف کی۔ تقریبات میں کیک بنانے والوں کی بھی یوں خصوصی تعریف نہیں کی جاتی لیکن یہاں معاملہ الگ تھا۔ ملی اور جولی الزام سے بری ہو جانے کے بعد سب سے تعریف سیٹھ رہی تھیں۔ ان کو غصے اور نفرت سے دیکھنے والے معذرت کر رہے تھے۔ ایک کونے کے بجائے اب وہ خامنہ فلی کے قریب موجود تھیں۔ سب اچھا اچھا ہورہا تھا۔ جینی پرنسکون تھی کہ اس کا کیا ہوا کام خراب نہیں ہوا۔

☆☆☆

”واقعی..... ملی ایسے سب تم نے کیا؟“ جولی کی آنکھیں کھل گئیں۔

”ہاں جولی! اپنے ہی خلاف میں نے خود سازش تیار کی۔ جہیں جینی کے پاس چھوڑ کر لان کی ایک سائڈ پر جا کر کپڑے بدلے، لڑکوں والی دنگ لگا لی، کپ اور ماسک سے منڈھا ہوا اور سب کو ڈالا..... دراصل مجھے ایڈورٹائزمنٹ کا بھی ایک طریقہ سوجھا تھا۔ دیکھا تم نے کیسے سارا میڈیا ہماری طرف متوجہ ہو گیا۔ ہمارا اور ہمارے کیک کا کتنا چرچا ہوا اور ہماری کتنی شہرت پھیل گئی۔“ ملی نے مسکراتے ہوئے بہن سے کہا۔ وہ تقریب سے واپس آ چکی تھیں اور آرام کرنے کے لیے جوبی ٹیبل، ملی نے دھماکا کر دیا یہ کہہ کر کہ آج ہم پر جو الزام لگا تھا، وہ میں نے خود ہی لڑاکا بن کر ہم دونوں پر لگا دیا تھا۔ جولی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ملی سے ساری تفصیل اس نے بڑی حیرانی سے سنی۔

”جہیں کیسے یقین تھا کہ یہ بات ہمارے لیے بہتری ثابت ہوگی؟“ اس نے ملی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس بنگا پر حیران ہو رہی تھی جس نے چند ہی منٹ میں دونوں بہنوں اور پروفیشن کو اس طرح شہرہ کیا کہ انتہائی کر دی۔ ”کیوں یقین نہ ہوتا..... ظاہر ہے ہم نے کون سا کیک میں زہر ملا دیا تھا جو بات ہماری مخالفت میں جاتی۔ میں نے خود ہی بات اڑائی اور خود ہی جا کر کیک کھایا اور چند منٹوں میں بات کیاں سے کہاں پہنچا دی۔“ ملی اس کی جانب مڑ کر سمجھا رہی تھی۔

”کیٹ اپ نے لے والا سامان تم کیسے لے کر گئی اور اب واپس بھی لے آئیں؟ میں نے تو دیکھا نہیں تھا۔“ جولی نے سوال کیا۔

”یہ کون سا بڑا کام تھا۔ لباس، وگ، کپ اور ماسک میں نے پیکٹ بنا کر ان پھولوں اور جتنے کے ساتھ رکھ لیے تھے جو سبز خامنہ کے لیے ہم نے لیے تھے۔ یاد ہے، میں نے ضد کی تھی کہ سارے رستے یہ میں ہی پکڑے رکھوں گی اور اب واپس آتے ہوئے تم نے خوش خوشی میں غور ہی نہیں کیا کہ میں نے وہ پیکٹ پکڑا ہوا ہے۔ تم کیا، کسی کی توجہ بھی اس پر نہیں گئی کیونکہ میں نے واپس آتے ہوئے بڑی خاموشی سے لان کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے وہاں سے اٹھالیا تھا جہاں میں نے کچھ دیر پہلے چھپایا تھا۔“ جولی نے تصدیق دیتا ہوا۔

”لیکن اگر یہ پیکٹ پکڑا جاتا تو؟“ سب ٹھیک ہو جانے کے باوجود جولی نے خند شکار ہر کیا۔

”میری اہم بہن! اگر کیک زہر آلود ہوتا تو ہی باقی کی پوچھ مجھے، ہفتیش اور ہمارے ہاتھوں میں موجود سامان کے بارے میں سوال ہوتے۔ جب کچھ ہوا ہی نہیں تو پھر کیوں پیکٹ یا ہم پکڑے جاتے۔“ ملی نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو جولی نے یوں اطمینان سے سر ہلایا جیسے خطرہ ابھی ابھی ملا ہو۔

دونوں لیٹ گئیں اور اپنی اپنی جگہ سوچنے لگیں کہ بھرپور ”ایڈورٹائزمنٹ“ کے بعد اب آرڈر کب ملنا شروع ہوں گے۔

☆☆☆

”جینی! اور اپنی اس دوست کا نمبر دینا جس نے میرا برتھ ڈے کیک بنا دیا تھا۔“ سبز خامنہ فون پر جینی سے پوچھ رہی تھیں۔ اگر جولی اور ملی سوچ پر موجود ہوں تو خوشی سے پاگل ہو جائیں کہ ان کے بارے میں کون بات کر رہا ہے۔

”کیا بات ہے آئی؟ کیا کہنا ہے اس سے؟“ جینی تشویش سے بولی۔

”سبز خامنہ کی شادی کی ساگر ہے اور وہ انہی سے کیک بنواتا جاتا تھا۔ ایک دو اور لوگوں نے بھی نمبر مانگا ہے۔“ سبز خامنہ بولیں۔ جینی نے نمبر بتا دیا۔

☆☆☆

صبح اٹھتے ہی پانچ برتھ ڈے کیک اور دو شادی ساگر، کیک کا آرڈر مل چکا تھا اور وہ بھی معروف، امیر ترین لوگوں کی طرف سے۔ جولی اور ملی خوشی سے پاگل ہو گئیں۔

ان کے پاس تو میسج میں انتظار کا کام نہیں آتا تھا۔ آج تم ہیپ کرنا، یعنی صرف آج اسکول سے چنی کرلو۔ میں شام تک کسی پہلے کا انتظام کرلوں گی تاکہ تمہاری پڑھائی کا خرچ نہ ہو۔“ جولی نے ملی سے کہا۔ ٹھوڑی دیر بعد دونوں کام میں جت گئی تھیں۔

چند ہی دن میں ملی اور جولی کے دن پھر گئے۔ سبز خامنہ کے گھر آئے ہوئے میڈیٹے ان کو اتنا دکھ دیا کہ ان کی خوب تشہیر ہو گئی۔ دو معصوم، کم عمر، حالات کی ستانی ہوئی باملا جیت لڑکیاں سب کی توجہ کا مرکز بن گئیں۔ مکان، مالکن نے بڑی خوشی سے نہ صرف انہیں وہاں مستقل رہنے کی اجازت دے دی بلکہ بڑے کاروبار کے پیش نظر ایک اور پورٹ بھی ان کو دے دیا۔ ان کو کتنی پہلے رکھنے پڑے۔ ملی دن میں پڑھائی کرتی اور شام اور رات میں ”ملی اینڈ جولی“ کی شاپ پر کام کرتی۔ حالات بدل گئے تھے اس لیے سبز خامنہ والدین کے روئے بھی بدل گئے۔ وہ جوان دونوں کو ان کی بے چارگی، بے بسی کی حالت میں پاس رکھنے سے کتراتے تھے، ان پر ظلم کرتے تھے، انہیں معافیاں مانگنے کا کہتے تھے، اب بار بار انوں کر کے رشتہ جتا رہے تھے لیکن ملی اور جولی نے بالکل منہ نہ لگا دیا۔ وہ کیسے بھول سکتی تھیں کہ ان کے ساتھ خامنہ میں سبز خامنہ رہنے کی کچھ کرتے رہے ہیں۔ اب انہوں نے خود کو جیروں پر کھڑا کر لیا تھا۔ اب انہیں کسی کی ضرورت نہیں تھی۔ زندگی میں آسانی آگئی تھی۔ اب وہ ان سے تعلق نہیں رکھنا چاہتی تھیں جنہوں نے ان کی زندگی مشکل کر رکھی تھی۔ ہاں..... جینی سے ان کا تعلق ٹوٹ رہے اور مستقل دوستی میں دخل چکا تھا کیونکہ کسی کے ذریعے تو ”ایڈورٹائزمنٹ“ ممکن ہوئی تھی۔

☆☆☆

ریٹورنٹ کا ماحول بڑا دلکش تھا۔ بالکی بالکی موسیقی نے ماحول کو بڑھاپا دیا تھا۔ ملی اور جولی لچ کرنے کے لیے آئی ہوئی تھیں۔ یہاں آنے کے لیے بڑی مشکل سے جولی نے ایک گھنٹا نکالا تھا۔

”تم لوگ کام جاری رکھو، بس میں جلد آتی ہوں۔“ اس نے اپنے درگزر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا تھا۔ ہر کیک کی تیاری میں وہ خود حصہ لیتی یا کڑی نگرانی کرتے ہوئے بنوائی اسی لیے معیار و ذائقہ دن بدن بڑھتے جا رہے تھے اور کسٹمرز بھی۔

”تمہارے ایگرام ختم ہو گئے ہیں۔ اب جو چند دن فری ہیں، شاپ میں کام کرو۔“ جولی نے مسکراتے ہوئے

بہن کو قسم دیا۔ بالکل..... بالکل..... ضرور کروں گی۔ میں نے خود پہلے سے ہی یہ سوچا ہوا تھا کہ..... اس کا موبائل بجھنے لگا۔ ”کس کا فون ہے؟“ جولی آگے کو بھٹی تاکہ اسکرین پر نمبر دیکھ سکے۔ ان کی ماں کا فون تھا۔

”کال اینڈ کر کے کوئی نہیں چاہ رہا۔ تم سن لو۔“ ملی نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔ ”موبائل آف کر دو۔ کچھ عرصہ اگتور کریں گے تو جان چھوڑ دیں گے یہ لوگ۔“ جولی بھی اسی کے انداز میں بولی۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔ ”ہماری حالت اب بالکل سیٹ ہو چکی ہے۔ اب ہمیں کسی کی ضرورت نہیں۔ اب ان چاروں کی ہماری زندگی یا گھر میں کوئی گنجائش نہیں۔“ ملی نے جتنی انداز میں کہا۔ ”ہاں..... بس اب ہمارے گھر اور زندگی میں صرف تین افراد ہی ہی گنجائش ہے۔“ جولی نے کہا۔

”کون تین؟“ ملی حیران تھی۔ ”میں، تم اور..... وہ لڑکا جس نے جوبی خر پھیلا کر ہماری ایڈورٹائزمنٹ کرنے میں مدد دی۔“ جولی بڑے دلکش انداز میں مسکرائی۔ جوبائی بھی کھل کر مسکرائی اور کھانا پلیٹ میں ڈالنے لگی۔

”دیے ملی اتم نے کیا شاندار اور بالکل کام کیا۔ جس کام پر لوگ بے تحاشا خرچ کرتے ہیں، وہ تم نے مفت کر ڈالا۔ یعنی بغیر خرچے کے اتنی اعلیٰ ایڈورٹائزمنٹ۔“ سلا د اپنی پلیٹ میں منتقل کرتے ہوئے جولی آہستگی سے بولنے ہوئے تھی۔

”کیا کہا تم نے..... مفت ایڈورٹائزمنٹ؟ ارے میرا خرچ ہوا ہے۔“ ملی کھانا کھاتے ہوئے رک کر بڑی حیرانی و تعجب سے بولی۔

”کیا مطلب؟ کون سا خرچ؟“ جولی کو تعجب ہوا۔ ”دیکھو جینی..... لباس، وگ، کپ اور ماسک خریدا تھا میں نے تو اس پر پیسے لگے تھے۔ ٹھیک کہا میں نے کہ خرچ تو ہوا ہے۔ ظاہر ہے بغیر بیس خرچ کے ایڈورٹائزمنٹ کہاں ہو سکتی ہے۔“ ملی نے میز پر ہاتھ رکھتے ہوئے ”اخراجات“ کی تفصیل بتائی تو حیران جینی جولی بے اختیار ہنس دی۔

”ٹھیک کہا تم نے۔ ایسا ہی ہوا ہے۔“ جولی نے اعتراف کیا اور دونوں کھانا کھانے میں مصروف ہو گئیں۔
